بحث و نظر

جناب منصور ملک، لندن

اسلامی بینکاری : کچھ خدشات، کچھ وضاحتیں

گزشتہ تقریباً دو دھائیوں سے چند علمی شخصیات نے اسلامی بینکنگ کے تصور کو اپنا کر اسے سود سے پاک معیشت اسلامی اور نعم البدل قرار دے کر مسلم ممالک کو اسے اپنانے پر آمادہ کرنے کی بڑی کوششیں کیں۔ راقم الحروف بھی اس تصور سے ابتداء میں متاثر ہوا لیکن جب لندن یونیورسٹی میں اپنی تعلیم کے دوران اسلامی قانون اور مڈل ایسٹ کے کمرشل قوانین کا تحقیقی اور تجزیاتی مطالعہ کیا اور پھر نارمل بینکنگ اور اسلامی بینکنگ کے عملی نظام کا غور سے مطالعہ کیا تو اسلامی بینکنگ کے تصور سے متفق نہ ہو سکا۔ مجھے ان تمام اسلامی سکالرز کا بے حد احترام ہے جو اسلامی بینکنگ کے لئے کام کر رہے ہیں اور جنکی تمام تر کوششیں یہ ہیں کہ کسی طرح موجودہ سودی مالیاتی اور بنکاری نظام سے جان چھڑائی جا سکے اور اس کا عملی نعم البدل پیش کیا جا سکے۔ ان میں نمایاں ترین سوڈان کے ڈاکٹر حسن ترابی، پاکستان کے جسٹس مولانا تقی عثمانی، پروفیسر خورشید احمد وغیرہ شامل ہیں۔ ہر مسلمان اس امر سے بخوبی واقف ہے کہ سود شریعت اسلامی یعنی قرآن کے واضح ارشاد کے مطابق حرام ہے۔ بلکہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے سودی کاروبار کرنے والوں کے خلاف اعلان جنگ جیسے سخت ترین فرمان کے بعد ہر مسلمان سودی لین دین سے بچنا چاہتا ہے لیکن عملی طور پر آج کی دنیا کے بنکاری اور مالیاتی نظام میں سود کے لین دین سے بچنا اگر ناممکن نہیں تو بے حد مشکل ضرور ہے۔ خاص کر حکومتوں کے لئے اس نظام کے شکنجے سے نکلنا آج کے مسلم حکمرانوں کے لئے بہت بڑا مسئلہ ہے۔ میری معلومات کے مطابق تمام مسلمان حکمران بالخصوص سوڈان، ملائشیا، پاکستان، ایران، چیچنا ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں کہ وہ سودی نظام سے خود اور اپنے ہم وطن مسلمانوں کو بچا سکیں۔ لیکن عملی طور پر بہت مشکلات اور مسائل سے دوچار ہیں۔ ہمارے علماً کرام بیک آواز سودی نظام کو ختم کرنے کا مطالبہ نہایت شدت سے کرتے ہیں۔ مگر اس کا متبادل تجویز کرنے سے قاصر ہیں۔ محدود سے چند علماً نے اس کا حل اسلامی بینکنگ بتایا ہے۔ مگر عملی طور پر اس میں بنیادی خامیاں ہیں اور عام آدمی کے لئے اسلامی بینکنگ میں نقصان اور رسک کا پہلو زیادہ نمایاں ہے۔ میرے خیال میں اسلامی بینکنگ کا تصور سرے سے ہی غلط ہے۔ کیونکہ بنک کا ادارہ بنیادی طور پر سودی کاروبار اور بینکاری کو فروغ دینے کیلئے یہودیوں کے ہاتھوں وجود میں آیا۔ اسلامی دنیا میں یہ ادارہ کبھی موجود ہی نہیں تھا۔ قرآن و سنت کی تمام تعلیمات کے تحت ایسے کسی ادارے کے قیام کیلئے کوئی راہنمائی موجود ہی نہیں بلکہ ایسے ادارے کی سخت ممانعت ہے جیسا کہ اوپر مختصر اشارہ کیا جا چکا ہے۔ ایک حرام ادارے یا چیز کے ساتھ لفظ اسلامی کا اضافہ کر کے اسے حلال قرار دینے کی کوشش سرے سے

غلط ہے۔ جیسے شراب کو اسلامی شراب جوئے خانہ کو اسلامی جواخانہ سوشلزم جمہوریت کو اسلامی جمہوریت کہہ دینے سے بات نہیں بنتی یہ محض پیوندکاری ہو گی۔ ہمارے چند قابل احترام اسلامی اسکالر جب شرکت مضاربہ وغیرہ کو اسلامی بینکنگ کی بنیاد بنا کر جواز پیش کرتے ہیں تو یہ بات مجھے کم از کم سمجھ نہیں آتی۔ شرکت و مضاربہ مرابحہ مشارکہ اور اجارہ وغیرہ خالص تجارت کے معاہدے ہیں۔ جو دو یا زیادہ افراد کے درمیان ہوتے ہیں جنہیں ایسے معاہدے اور اس کے تحت ہونے والے کاروبار کی تمام تفصیلات سے مکمل آگاہی ہوتی ہے کوئی بات یا لین دین ان سے خفیہ نہیں ہوتا۔ اس لئے یہ حلال تجارت کے لئے ہیں نہ کہ بینکنگ کیلئے۔

تقریباً تمام علماً اس بات پر متفق ہیں کہ سود اس لئے حرام قرار پایا تاکہ کمزور اور غریب کا معاشی استحصال نہ ہو اس اصول پر اگر اسلامی بینکنگ کو پرکھا جائے تو ایک عام اور غریب یا کمزور حصہ والے کا اس نظام کے تحت کھلا استحصال ہوتا ہے کیونکہ اسے نہ تو یہ پتہ ہو سکتا ہے کہ اس کا قلیل سا سرمایہ کہاں لگا ہے کس کے کنٹرول میں ہے۔ اس کی اصل رقم محفوظ رہے گی یا نہیں وغیرہ۔ اب نارمل بینکنگ کو دیکھیں ایک عام غریب اور کمزور آدمی اپنی تھوڑی سی جمع پونجی عام بنک میں رکھتا ہے تو اسے یہ گارنٹی ہے کہ اس کی رقم محفوظ ہے جب چاہے لے سکتا ہے اور سال بعد اسے اس پر سود منافع بھی ملے گا۔ ان دونوں صورتوں میں ظاہر ہے کہ بینکنگ ایک عام آدمی کا استحصال نہیں کرے گی۔ مگر نام نہاد اسلامی بینکنگ میں اسے اپنی اصل پونجی کی بھی فکر رہے گی۔

آج کل بنک آف کویت کے زیرِ انتظام مکان کی خریداری کے لئے اسلامی انوسٹمنٹ کا تصور پیش کر کے زر خرید فراہم کرنے کا اعلان کیا گیا اس اسکیم کے تحت بنک آپ کی جگہ جو مکان ایک لاکھ میں خریدے گا وہ آپ کو پونے دو لاکھ میں قسطوں پر فروخت کرے گا اس طرح آپ کو صرف مقررہ قسط ہی ہر ماہ ادا کرنی ہو گی جب تک ادائیگی مکمل ہو گی بات یہاں تک ہی ہو گی تو برداشت کر لی جاتی اس بنا پر کہ چلیں حرام سود کے لین دین سے بچ گئے۔ لیکن جو بات اسلامی تقاضے نہیں پورے کرے گی وہ یہ ہے کہ آپ کو لازمی انشورنس کرانی ہو گی اور آپ کو یہ معلوم نہیں کہ جس رقم سے مکان خریدا گیا ہے وہ کہاں سے آئی وغیرہ۔ اب نارمل بنک آپ کو واضح طور پر مکان کی اصل قیمت کی ادائیگی کے لئے قرض دے گا۔ اور اس کی قسطیں سود کے ساتھ وصول کرے گا اگر آپ چاہیں تو عام بنک کے ساتھ بھی مقررہ قسطیں دینے کا معاہدہ کر سکتے ہیں اوپر کے مجوزہ اسلامی طریقہ کے مطابق وہ سود یا منافع جو قرض کی معیاد کے مطابق پہلے ہی شمار کر کے اصل رقم میں اضافہ کر لیتے ہیں وہ بھی دراصل سود کے زمرے میں آتا ہے جب پاکستان میں اسلامی بینکنگ اپنائی گئی تو درحقیقت ہوا یہ کہ سود کو منافع کا نام دے دیا گیا۔ سیونگ اکاؤنٹ کو نیا نام دے دیا گیا۔ یہ سب اقدامات چاہے کتنی نیک نیتی سے ہی کیوں نہ کئے گئے۔ خود فریبی کے زمرے میں ہی آئیں گے۔ بنکاری کو بلا سود کاری بنکاری کہہ دینے سے یا بنک کو اسلامی بینکنگ کہہ دینے سے بات نہیں بنتی۔ ایک صاف بتا کر آپ کو سود لیتا دیتا ہے۔ دوسرا لفظ سود کو منافع کہہ کر یا خفیہ رکھ کر آپ سے معاملہ

کرتا ہے اگر پہلا کافر کہلاتا ہے تو دوسرا منافق کہلائے گا۔ میرے تمام مطالعے اور سوچ کا حاصل یہ ہے کہ اسلام کے نظام میں بنک کے ادارے کی سرے سے ہی کوئی گنجائش نہیں صرف بیت المال کا ادارہ ہے اسلام نے دولت نہ جمع کرنے کو پسند کیا۔ اپنے بال بچوں کی کفالت کے بعد جو بچے اس پر نصاب کے مطابق فرض زکوۃ دیں۔ اس کے بعد جو بچے وہ غریب مسلمان بھائیوں کو کاروبار کے لئے قرض حسنہ کے طور پر دے دیں۔ اسی طرح نفلی صدقات جن کا اجر و ثواب کا واضح یقین دلا کر عوامی فلاح و بہبود کے کاموں پر خرچنے کی ترغیب دی جو مزید کاروبار کرنا چاہیں وہ شراکت و مضاربت کے اصول کے مطابق تجارت کریں جب اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کریں تو بنک میں جمع کرنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئے گی۔

اب اہم سوال یہ ہے کہ ایک مسلمان ملک اور حکومت موجودہ دنیا میں رہتے ہوئے بلا سود اور بغیر بنک کے ادارے کے بغیر کیسے کرے۔ تو عرض یہ ہے کہ امت کے تمام علماً اور مفکرین کو ایک ساتھ بیٹھ کر اس کا حل تلاش کرنا چاہیے جو ان خطوط پر ہو سکتا ہے۔

۱۔ کہ بنک کے رول کو فوری طور پر بین الاقوامی حکومت لین دین کی حد تک بطور اضطرار محدود کر دیا جائے۔

۲۔ بیت المال قائم ہوں، دولت مند مسلمان جو اپنا وافر مال نفلی صدقات کی بجائے جمع رکھنا چاہتے ہیں وہ بیت المال میں بطور امانت رکھیں۔ اور یہ سروس بالکل مفت ہو تاکہ بلا جھجک مال دار اپنا مال محفوظ جگہ رکھ سکیں۔

۳۔ مغربی ظالمانہ ٹیکس کا نظام ختم کر کے لوگوں کو تجارت پر آمادہ کیا جائے اور انہیں رضاکارانہ طور پر ٹیکس کی بجائے نفلی صدقات کی ترغیب دی جائے اور قومی و عوامی فلاح کے منصوبوں کو ثواب کی خاطر صدقات دینے کی تعلیم و تربیت دی جائے سڑکیں مدرسے دواخانے یتیم خانے غرض یہ کہ جو منصوبہ بھی ملک و قوم کے مفاد میں ہو اس سے پیسے رضاکارانہ طور لگانے کی اپیل کی جائے مالدار مسلمان فراخ دلی سے ثواب سمجھ کر رضاکارانہ طور پر ایسے منصوبوں میں شریک ہو کر انہیں مکمل کریں گے۔ جب حکومت اسلامی اصولوں کے مطابق سادگی اور خدمت کے جذبہ کا خود اپنی عملی زندگی میں مظاہرہ کرے گی تو عام مسلمان صرف اللہ کی خوشنودی کے لئے اپنی جان و مال پیش کر دیں گے۔

۴۔ یہ تہیہ کر لیا جائے کہ غیر ملکوں سے سود پر کوئی قرض نہیں لیں گے۔ اپنے وسائل کے مطابق رہیں گے دنیا کو نہیں بلکہ دین کو مقصد بنائیں گے جب یہ جذبہ اور اصول اپنایا جائے گا تو قرض نہیں رہے گا بلکہ وافر مال جمع ہو جائے گا اور اللہ پاک کی غیبی نصرت آئے گی۔ یہ نصرت صرف اس وقت آئے گی جب ہم اپنے شب روز انفرادی اور اجتماعی زندگی قرآن و سنت کے مکمل تابع کر دیں گے۔ آدھا تیتر آدھا بٹیر کبھی مکمل نہیں ہوتا۔

۵۔ موجودہ طرز حکمرانی ختم کرنا ہوگا۔ اور خدمت و خلافت کا سادہ نظام لانا ہوگا صرف بینکنگ کو اسلامی بینکنگ کہہ دینے سے بات نہیں بنے گی۔ اور اگر موجودہ اسلامی بینکنگ جو راقم کے خیال میں ہرگز اسلامی نہیں لی گئی

تو جعلی ہونے کے باعث اسلام کو نقصان پہنچائے گی۔ عام لوگوں کا اعتماد متزلزل ہو گا۔ میری مولانا جسٹس تقی عثمانی اور دیگر تمام علمائے کرام اور ماہرین سے دست بستہ استدعا ہے کہ وہ اسلام کی پیوندکاری سے اسلامی بنکنگ کو توثیق نہ کریں کیونکہ عملی طور پر یہ نارمل بنکنگ سے بھی زیادہ سود کاری پر مبنی ہے۔ جو سراسر رسک غیر یقینی اور عدم تحفظ اور غیر اعلان کردہ مخفی سود پر مبنی ہے۔ مکھن صرف خالص دودھ سے نکلے گا۔ پانی سے نہیں۔ اسلام کو کو مغربی نظام سے ہمکنار کر کے اشتراک عمل کی کوششوں سے کبھی بھی شرعی نظام نافذ نہیں ہو سکتا۔ چاہے جتنی پیوندکاری کر لیں۔ جمہوریت کو اسلامی جمہوریت نظام کہنا پارلیمنٹ کو مجلس شوریٰ اور ووٹ کو بیعت کے متبادل کی اسلامائزیشن کی بجائے اسے فی الوقت اضطراری طور پر چلنے دیں۔ اسلام ایک مکمل نظام ہے جب کہ مغرب کی جمہوریت کی بنیاد ہی سیکولر اور مذہب سے لا تعلق ہے مغرب کی جمہوریت بینکاری نظام کی بنیاد ربوا ہے۔ مغرب کے یکسر مختلف اپنے ادارے ہیں جبکہ حکمرانی اور مالیاتی نظام کی بنیاد ہی مذہب ہے۔

مرحوم جنرل ضیاء الحق نے خلوص نیت سے بغیر جانے ہوئے کہ اسلامی نظام کیا ہے۔ رائج کرنے کی کوشش کی ہم نے دیکھا کہ انہوں نے شرعی عدالت قائم کر دی۔ مگر عدالتی طریقہ کار مغربی رہا۔ حدود و تعزیر کے نفاذ کا اعلان کر دیا مگر تفتیش کرنے والی پولیس کو اسلامی ٹریننگ نہ تھی نہ ہی حدود تعزیر کا علم تھا۔ وہی پرانی ایف آئی آر تھانہ کا محرر لارڈ میکالے کی تعزیرات کی دفعہ کی بجائے حد اور تعزیر کی دفعہ لگا کر کاٹ دیتا ہے جس کو انتہائی معتبر و ثیقہ سمجھ کر عدالت سماعت کرتی ہے اور فیصلہ دیتی ہے شرعی عدالت میں انگریزی اور اسلامی دونوں طرح کے جج بیٹھے ہیں۔ جب بنیاد ہی غلط ہے تو اسلامی عدل کہاں سے رہے گا۔ وہی وکلاٗ' وہی ضابطہ فوجداری' وہی سارا عدالتی عملہ جو انگریزی نظام عدل کے عادی اور ماہر ہیں نتیجہ یہ ہے کہ اسلامی عدل کی ایک جھلک بھی ہم نہ دیکھ سکے جس سے اسلامی تاریخ بھری پڑی ہے اور جس کو دیکھنے کی ہر نظر آج بھی منتظر ہے۔ بات لمبی ہو رہی ہے میری درخواست یہ ہے کہ کوئی ایک نظام خالص رکھ لیں اگر ہم خالص اسلامی نظام کو اپنانے اور چلانے میں مخلص نہیں۔ یا ہمیں اس کا مکمل ادراک اور علم نہیں تو اسے ایک طرف چھوڑ دیں۔ ملاوٹ سے نہ تو کوئی چیز اپنا اصلی اثر ظاہر کر سکتی ہے نہ ہی کوئی بھی نظام اپنی کامیابی ظاہر کر سکتا ہے۔ نظام اسلام کے ساتھ جو مذاق ہم کر چکے ہیں وہ کافی ہے اب یا تو اس نظام کو اس کے ماہرین علمائے کرام کی راہنمائی خلوص و دیانت کے ساتھ اس کی اصلی اور خالص شکل میں لے آئیں ورنہ خالص مغربی نظام جمہوریت و بنکاری کو رہنے دیں بنک کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اسلامی بنکنگ کا تصور حرام سود کو حلال کرنے کی ایک نہایت مضر کوشش ہے جو سراسر غلط فہیم اور خود فریبی پر مبنی تصور ہے۔ وہ تمام قابل احترام مسلم اسکالر جو نیک نیتی سے اس جدید تصور کے تحت موجودہ بنکنگ کے نظام میں رہتے ہوئے کوئی متبادل یا نعم البدل مسلمانوں کیلئے قابل قبول حل تلاش کر رہے ہیں۔ وہ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ حرام بنیاد پر حلال کی عمارت کھڑی نہیں کی جاسکتی۔